عید الاضحیٰ کے مسائل و احکام

تحریر / امام العصر حضرت مولانا حافظ محمد ابراہیم میر سیالکوٹی رحمہ اللہ

حضرت زید بن ارقمؓ سے روایت ہے کہ:

صحابہؓ نے (آنحضرتؐ سے پوچھا، یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) مَا هٰذِهِ الْاَضَاحِيُّ؟ یعنی حضور! یہ قربانی کیا ہے؟

رسول اللہ (نے فرمایا، سُنَّةُ اَبِيْكُمْ اِبْرَاهِيْمَ یعنی تمہارے ابراہیمؑ کی سنت ہے۔

صحابہؓ (نے عرض کیا)، فَمَا لَنَا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ (صلی اللہ علیہ وسلم) یعنی اچھا حضور! اس میں ہمارے لئے کیا (ثواب) ہے؟

رسول اللہ (نے فرمایا)، بِكُلِّ شَعْرَةٍ حَسَنَةٌ یعنی ہر بال کے بدلے ایک نیکی ہے۔

صحابہؓ (نے عرض کیا، فَالصُّوْفُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ (صلی اللہ علیہ وسلم) یعنی اچھا حضورؐ! پھر بھیڑ (کی بابت کیا ارشاد ہے؟)

رسول اللہ (نے فرمایا)، بِكُلِّ شَعْرَةٍ مِنَ الصُّوْفِ حَسَنَةٌ یعنی بھیڑ (کی قربانی) میں بھی ہر بال کے بدلے ایک نیکی ہے۔

بقرعید سے مخصوص مسائل

اس عید کی صبح کو آنحضرتؐ کچھ نہ کھاتے بلکہ عید گاہ سے واپس آکر کھاتے۔

۲- یہ نماز آپؐ عید الفطر کی نسبت ذرا سویرے پڑھتے کیونکہ یہ دن قربانی کا ہے اور وہ نماز کے بعد کرنی ہوتی ہے۔ بخلاف عید الفطر کے کہ اس میں صدقہ فطر نماز سے پہلے دینا ہوتا ہے۔ پس ہر ایک کے امورِ متعلّقہ کی وجہ سے عید گاہ میں جانے اور نماز سے فراغت پا کر واپس آنے میں دیر سویر کا لحاظ ہے۔

۳- عید گاہ کو جاتے وقت آپؐ باآواز بلند تکبیریں پکارتے۔ کیونکہ یہ حج کی تقریب سے ہے اس لیے تکبیرات میں حاجیوں سے مشابہت کی جاتی ہے۔ کیونکہ اس میں یوم عرفہ (ذی الحجہ) سے اخیر ایّامِ تشریق (۱۳ ذی الحجہ) تک ہر فرض نماز کے بعد تکبیر کہنی سنّت ہے۔ تکبیر کے الفاظ صفحہ ۱۶ پر گزر چکے ہیں۔ آنحضرتؐ قربانی نماز کے بعد کرتے۔ کیونکہ ذبح کا کام موجبِ قربت تب ہو سکتا ہے جب حجاج کے ساتھ مشابہت پیدا کی جائے۔ اور یہ بات نماز کے لیے جمع ہونے سے حاصل ہوتی ہے۔ [لہ]

لہ: یہ بات حضرت شاہ ولی اللہ صاحبؒ نے حجۃ اللہ میں لکھی ہے جس سے آپ کی مراد یہ ہے کہ حج بھی اجتماع کی صورت میں ہوتا ہے۔ اور بلحاظ اجتماع کے حج کا بدل صرف نماز ہی ہو سکتی ہے زکوٰۃ اور روزے میں یہ بات نہیں۔

حاجی عرفات کے اجتماع کے بعد دس تاریخ کو قربانی کرتے ہیں۔ اور غیر حاجی اسی تاریخ کو یعنی دس تاریخ کو نماز کے اجتماع کے بعد۔ پس دونوں میں مناسبت بوجہ اجتماع کے ہے

وَلِلّٰهِ دَرُّهٗ مَا اَلْطَفَ فِكْرَهٗ وَمَا اَدَقَّ نَظَرَهٗ

میر سیالکوٹی (حجۃ اللہ جلد دوم، مطبوعہ مصر: ص ۲۹) ۱۲ منہ

نماز سے فارغ ہو کر سب سے پہلا کام قربانی کا ہے۔ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ خدا تعالیٰ کو اس دن میں قربانی سے بڑھ کر کوئی کام پیارا نہیں۔ (منتقے[۱])

قربانی کے گوشت میں سے خود بھی کھاوے۔ رشتہ داروں، دوستوں، ملاقاتیوں، ہمسایوں۔ امیروں، غریبوں، مسکینوں غرض سب میں تقسیم کرے۔ یہ عام خوشی ہے عمومیت سے منائی جاوے۔ صدقۂ فطر کی طرح صرف مساکین کے لیئے نہیں ہے۔

جو قربانی نمازِ عید سے پہلے کی جائے وہ قربانی میں شمار نہ ہوگی۔ اس کے عوض دوسری دینی پڑے گی۔ ہاں وہ عام گوشت کی طرح ہوگی جس کا کھانا اور تقسیم کرنا سب کچھ حلال ہے۔

حضرت شاہ ولی اللہؒ کا ایک نکتہ آپ نے حجۃ اللہ میں فرمایا:- فَیَأْکُلُ مِنْ أُضْحِیَتِہٖ اِعْتِنَاءً بِالْاُضْحِیَۃِ وَرَغْبَۃً فِیْھَا وَتَبَرُّکًا بِھَا۔ یعنی آنحضرتؐ اپنی قربانی (کے گوشت) میں سے قربانی کی قدر دانی اور اس کی رغبت اور تبرک کے لیئے کھاتے۔

ف[۱]: اس کا مفہوم سمجھانے کیلئے کسی قدر تفصیل کی ضرورت ہے جو یہ ہے کہ دین ایمان کے کام میں شوق اور رغبت اور حصولِ برکت کے علاوہ یہ یقین بھی ضروری ہے کہ میرا یہ عمل میری زندگی کے نمایاں اور مفید کاموں میں سے ہے۔ کیونکہ جب تک اپنے نفس میں اپنے عمل کی صحت کا تیقن نہ ہو، واعیہ عمل پختہ اور وہ عمل قابلِ قدر نہیں ہو سکتا۔ کسلمندی اور تذبذب اور ہارے دل سے کوئی کام کرنا قابلِ قدر و لائقِ قبولیت نہیں ہو سکتا۔ منافقوں کی نماز اور صدقات کی نسبت فرمایا: وَلَا یَأْتُوْنَ الصَّلٰوۃَ ...... وَھُمْ کُسَالٰی وَلَا یُنْفِقُوْنَ ... وَھُمْ کٰرِھُوْنَ (توبہ پ۱۰) یعنی وہ نماز کو نہیں آتے مگر ہارے دل سے۔ اور خرچ نہیں کرتے مگر دل کی کراہت سے۔ اسی طرح دوسری جگہ فرمایا: وَاِذَا قَامُوْا اِلَى الصَّلٰوۃِ قَامُوْا کُسَالٰی (النساء پ۵) یعنی "منافق جب نماز کو کھڑے ہوتے ہیں تو ہارے دل سے کھڑے ہوتے ہیں۔"

پس حضرت شاہ صاحبؒ کا مطلب یہ ہے کہ آنحضرتؐ قربانی کا گوشت اپنے عمل کی قدر دانی اور اس کی رغبت و شوق اور تبرک کے لیئے کھاتے۔ اِعْتِنَاءً اور رَغْبَۃً اور تَبَرُّکًا تینوں مفعول لہٗ ہیں جو قربانی کا گوشت کھانے کی علت اور غرض و غایت کے اظہار کے لیئے ہیں۔ اس سے آنحضرتؐ کی قلبی کیفیت کا ظاہر کرنا (آگے

۱۔ آنحضرت ؐ نے فرمایا جو شخص ماہ ذی الحجہ کا چاند دیکھ لے اور وہ قربانی کا ارادہ رکھتا ہو تو وہ نہ بال کتروائے اور نہ ناخن اتروائے۔ (رواہ مسلم)

۲۔ آنحضرت ؐ نے یہ بھی فرمایا جو شخص قربانی کی استطاعت نہ رکھتا ہو وہ قربانی کے دن حجامت کرائے، ناخن اُتروائے، مونچھیں کٹائے اور اُسترہ کرے۔ اس کی یہی قربانی ہے۔ (مشکوٰۃ ص۱۲۱) ۱۲ منہ۔

تشریح نادار نیکوکار شخص کو خرچ کرنے کی طاقت تو نہیں ہوتی لیکن اس کے دل میں عمل کا جذبہ و شوق تو ہوتا ہے۔ پس اس جذبۂ عمل و شوق کو پورا کرنے کے لیئے قربانی کے سوا دیگر کاموں میں قربانی والے لوگوں سے مشابہت کرے۔ تو اس کے دل کو ایک گونہ تسلی ہو جائے گی۔ پس خدا کی مہربانی سے اُس کو اُسی کا اجر مل جائے گا۔

وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ۝ [ف]

قربانی کے جانور قربانی کے جانور یہ ہیں: اونٹ، گائے، بھیڑ، دُنبہ، مینڈھا، بکری (نر و مادہ) ان میں سے سب جائز ہیں۔ بھینس ملک عرب میں بوجہ سخت گرمی کے نہیں ہوتی اس لیئے قرآن و حدیث میں اس کا ذکر نہیں۔

بقیہ: کرنا مقصود ہے سبحان اللہ! حضرت شاہ صاحب نے کتنے اہم اور جامع مضمون اور کتنی باریک باطنی کوائف کو کتنے مختصر الفاظ میں بیان کر دیا ہے۔ گویا دریا کو کوزے میں بند کر دیا ہے۔ ۱۲ منہ

[ف]: حدیث میں آیا ہے "مومن کی نیت اس کے عمل سے بہتر ہے" (کنوز الحقائق ص۱۲۱ بحوالہ بیہقی) سو یہ اسی طرح کے قلبی کوائف اور ذوق و شوق کے ولولوں کے متعلق ہے۔ اور اسی معنے میں حضرت شیخ عطار رحمۃ اللہ علیہ کا یہ شعر ہے ؎

کفر کافر را و دیں دیندار را　　ذرّہ از عشق تو عطار را

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ حُبَّكَ وَحُبَّ مَنْ يُّحِبُّكَ وَحُبَّ عَمَلٍ يُّقَرِّبُ اِلَيْكَ (۱۲ منہ)

علمائے متاخرین نے اس کی صفات کو گائے کی مثل پا کر اس کی بھی قربانی جائز لکھی ہے۔

ایک قربانی کتنوں کی طرف سے؟

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر صاحب بیت پر ہر سال میں قربانی ہے (ابن ماجہ۔ ترمذی)، یعنی ایک قربانی ایک گھر والوں پر ہے۔ یہ بھیڑ بکری چھوٹے جانوروں کی نسبت ہے۔ اونٹ اور گائے سات سات کی طرف سے۔

قربانی کا جانور کیسا ہو اور کیسا نہ ہو!

چونکہ قربانی مالی عبادت سے ہے۔ اور مال خرچ کرنے کے وقت خدا کی محبت و فدائیت کامل درجے کی ہونی چاہیئے۔

اس لیئے آنحضرتؐ نے خوبصورت، جوان، طاقتور اور موٹے تازے جانور کے قربانی کرنے کی تاکید فرمائی ہے۔ علاوہ اس کے یہ بھی فرمایا کہ ان کے اعضاء سب سلامت ہوں۔ علاوہ بریں اس امر کو بھی ملحوظ رکھا کہ ان پر مشرک قوموں کی شر کی علامتوں میں سے بھی کوئی علامت نہ ہو۔

حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ آنحضرتؐ نے ہمیں (تاکیدی) امر فرمایا کہ ہم قربانی کے جانور کی آنکھیں اور کان جھک جھک کر خوب غور سے دیکھ لیا کریں۔ (نسائی وغیرہ)

۲۔ آپ نے فرمایا کہ تم مسنہ جانور ذبح کیا کرو۔ مسنہ وہ ہے جس کے سامنے کے دودھ کے دو دانت اکھڑ کر نئے دانت اُگ آئیں۔ بھیڑ، بکری کے یہ دانت دوسرے سال میں بھینس اور اونٹ کے تیسرے سال میں نکلتے ہیں۔ یہ ان جانوروں کے جوان اور قوی ہونے کی قدرتی عمریں ہیں۔

۳۔ بھیڑ کے بچے کا نمو بکری کی نسبت جلد ہوتا ہے۔ اس لیئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت دی کہ جس کو مسنہ میں مشکل پڑ جائے وہ بھیڑ کا جذعہ قربانی کر لے۔ جذعہ کم از کم چھ مہینے کا ہوتا ہے۔ اس میں بھی قوت و توانائی ملحوظ ہے۔ اس اجازت کو بہانہ بنا کر کوئی مریل سا جانور خرید کر رسم پوری نہ کر دی جائے۔

۴۔ آنحضرتؐ نے مفصلہ ذیل عیوب والی قربانیوں سے منع فرمایا:۔

۱۔ عوراء (کانی) ۲۔ عرجاء (لنگڑی) ۳۔ مریضہ (بیمار) ۴۔ کسیرہ و عجفاء (دبلی)
۵۔ مقابلہ (آگے سے کان کا ایک حصّہ کٹی ہوئی) ۶۔ مدابرہ (پیچھے سے کان کا ایک حصّہ کٹی ہوئی۔ ۷۔ شرقاء و خرقاء (کان پھٹی) ۸۔ جدعاء (کان کٹی)
۹۔ بتراء (دُم کٹی) ۱۰۔ عضباء (سینگ شکستہ) ان کے وجوہات ظاہر ہیں ۔
کوئی تو ان میں سے حقیر و غیر مرغوب ہے اور کسی سے نشاناتِ شرک کی مشابہت کی وجہ سے منع فرمایا ہے۔ کیونکہ مشرک قومیں اپنے باطل معبودوں کی منتیں مان کر جانوروں کے کان کاٹ دیتے یا چیر دیتے یا چھید دیتے تھے۔ اس کے علاوہ وہ بدصورت بھی ہو جاتے ہیں۔

۵۔ خصی جانور جائز ہے، یہ عیب نہیں ہے بلکہ جانور اس سے موٹا تازہ ہو جاتا ہے ۔

قربانی کا وقت اور اس کی حدّ

قربانی کا وقت نماز عید کے بعد سے شروع ہو کر اخیر ایام تشریق تک ہے۔ ایام تشریق چار ہیں۔ ۱۰، ۱۱، ۱۲، ۱۳ ذی الحجہ (سبل السلام)

گوشت، کھال اور اُجرت قصاب

قربانی کے گوشت میں سے قصاب کو اُجرت میں دینا منع ہے۔ یہی حکم کھال کا ہے (بلوغ المرام)

تنبیہ بعض لوگ غفلت و جہالت سے یا عدم استقلال کی وجہ سے یا کفایت شعاری کے خیال سے قربانی کی کھال اُجرت میں قصاب کو دے دیتے ہیں۔ یا اپنے گھر کے خدمت گاروں کو اپنی سابقہ خدمت کے عوض دے دیتے ہیں۔ ایسا کرنا منع ہے۔ ان کو چاہیے کہ قصاب کو اور خدمتگاروں کو اپنی جیب سے الگ اُجرت و معاوضہ دیں اور

قربانی کے چمڑے فی سبیل اللہ صدقہ کر دیں۔

حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلعم نے مجھے اپنی قربانیوں کے جانوروں (اونٹوں) پر مقرر فرمایا کہ ان کا گوشت اور ان کے چمڑے اور ان کی جھلیں (سب) مساکین میں تقسیم کر دوں۔ اور ان میں سے قصاب کی اجرت میں کچھ بھی نہ دوں۔ (بلوغ)

یہ قصہ حجۃ الوداع کا ہے جس میں حضور سرورِ کائنات نے اپنی ازواج مطہرات کی طرف سے تو گائے کی قربانی دی تھی۔ (مسلم)

اور اپنی طرف سے ۶۳ اونٹ بدستِ خود نحر (قربان) کیے۔ اور باقی ۳۷ کی بابت حضرت علیؓ کو حکم دیا۔ اور انہیں اپنی ہدی اور (قربانی) میں حصہ دار ٹھہرایا۔ پھر ہر قربانی میں سے ایک ایک ٹکڑا لے کر پکایا گیا۔ تو دونوں نے گوشت کھایا۔ اور شوربا پیا (حجۃ اللہ)

نکتہ عجیبہ | حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں کہ حضورؐ نے اپنے ہاتھ سے ۶۳ کا عدد اس لیے پورا کیا کہ اپنی عمر کے ہر سال کے عوض ایک جانور سے خدا کا شکر ادا کریں۔

ذکر بوقت ذبح قربانی

آنحضرتؐ نے ایک دفعہ دو خصی شاخدار ابلق رنگ مینڈھے قربانی کے واسطے لیے اور ان کو رو بقبلہ کر کے یہ پڑھا:

اِنِّی وَجَّھْتُ وَجْھِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ عَلٰی مِلَّۃِ اِبْرَاھِیْمَ حَنِیْفًا وَّمَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ اِنَّ صَلٰوتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ لَاشَرِیْکَ لَہٗ وَبِذٰلِکَ اُمِرْتُ وَاَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ۔

اَللّٰهُمَّ مِنْكَ وَلَكَ عَنْ مُحَمَّدٍ وَّاُمَّتِهٖ بِسْمِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ۔ (مشکوٰۃ ص ۱۲۰)

میں نے اپنا رخ اس کی طرف کیا جس نے آسمانوں کو پیدا کیا درحالیکہ میں دینِ ابراہیمیؑ پر یک رُخ ہوں۔ اور میں مشرکوں میں سے نہیں ہوں میری نماز اور میری قربانی اور میری زندگانی اور میری موت (سب کچھ) اللہ رب العالمین کے لیئے ہے جس کا کوئی شریک نہیں، اور میں اُس کے فرمانبرداروں سے ہوں۔ یا اللہ یہ تیری ہی (عطاء) ہے۔ اور تیری ہی (رضا) کے لیئے ہے۔ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اور اس کی اُمت کی طرف سے، اللہ کے نام سے (ذبح) اور اللہ سب سے بڑا ہے۔

تکمیل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:- کہ عرفہ کا روزہ (۹ ذی الحجہ کا روز) خدا سے ثواب لینے کی نیت سے ہو تو (خدا کے فضل سے) اُمید ہے کہ ایک سال پہلے کے اور ایک سال بعد کے (گناہوں) کا کفارہ ہوگا۔ (صحیح مسلم، مشکوٰۃ ص ۱۷۱)

تشریح :- ۱- یوم عرفہ کا روزہ غیر حاجی کے لیئے ہے۔ کیونکہ آنحضرتؐ نے حج کے موقع پر عرفات میں روزہ نہیں رکھا تھا۔ (صحیح مسلم، مشکوٰۃ ص ۱۷۱)

۲- آنحضرتؐ نے یہ بھی فرمایا کہ یوم فطر اور یوم نحر یعنی عید الفطر اور بقر عید کے دن کوئی روزہ نہیں۔ (متفق علیہ، مشکوٰۃ ص ۱۷۱)

۳- آنحضرتؐ نے یہ بھی فرمایا کہ ایام تشریق کھانے پینے اور خدا کے ذکر کے دن ہیں یعنی ان میں روزہ نہیں رکھنا چاہیئے۔ ہاں، دیگر اذکار الٰہیہ کرتے رہیں جس طرح حاجی اِن دنوں میں (منیٰ میں قیام کرکے) کرتے ہیں۔ (مشکوٰۃ ص ۱۷۱)

باقی صفحہ ۲۶ پر